ڈاکٹر سیّد عبد اللہ
صدر دائرہ معارف اسلامیہ اردو پنجاب یونیورسٹی

کارل مارکس کے نظریات

مغربی نقّادوں کی نظر میں

معاشیات انسان کی فلاح و بہبود کا علم ہے ——— دورِ حاضر کی سب سے بڑی محرومی یہ ہے کہ اس نے معاشیات کو محض مادی ادارہ بنا دیا ہے حالانکہ اس کا اخلاقیات اور انسان کی داخلی صلاحیتوں سے بھی گہرا تعلق ہے۔ چونکہ آج کا معاشی انسان اس مسئلے کو اخلاق اور روحانی زندگی سے الگ کر کے دیکھتا ہے۔ اس لیے اس کا تجزیہ ادھورا رہ جاتا ہے۔ اسی ادھورے پن کی وجہ سے وہ جتنا علاج کرتا جاتا ہے۔ مرض اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے ——— اور بالآخر انسانوں کی فلاح و بہبود کا مدعی یہ علم ہی انسانوں کی تباہی، تشدد اور قتل و غارتگری کا موجب بن جاتا ہے ——— آج روس اور دوسرے اشتراکی ملکوں میں انسانوں کی فلاح کے نام سے جو ظلم ہو رہے ہیں ان کی کہانی اب ڈھکی چھپی نہیں۔

یہ تمام صورتِ حال دراصل اس لیے پیدا ہوئی کہ مغرب کے اکثر معاشی مفکرین نے اس مسئلے کو محض مادی مسئلہ بنایا اور کارل مارکس نے تو روحانی اور اخلاقی اقدار کے خلاف توپیں نصب کر دیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہ مسئلہ صرف معاشی نہیں۔ اخلاقی پہلے ہے۔ چنانچہ مغرب کے بعض ضمیر دار معاشیین بھی یہی کہتے ہیں۔ ان میں جارج سول (۱۷۷۵ء) نے اپنی کتاب "عظما کے معاشی نظریات" میں لکھا ہے:

"معاشیات کا اب بھی انصاف اور اخلاقیات سے گہرا تعلق ہے اور ہونا ہی چاہیے۔"

لیکن یورپ میں لادین فکریات اور بے خدا نظریات کو جوں جوں ترقی ہوتی گئی۔ معاشیات محض روزی کمانے اور پیٹ بھرنے کا علم ہو کر خود غرضی کا مسئلہ بن گیا ـــــ عقلی موشگافیوں نے نئی نئی حجتیں اٹھائیں۔ جب تک انسان آزادانہ طور پر فطری قوانین زندگی کی پیروی کرتے رہے معاشرتی کے مسائل ان فطری قوانین کے تحت خود بخود حل ہو جاتے تھے۔ عقلی حجت بازی نے فطرت کے یہ راستے روک دیے لہذا تنظیم کا عمل شروع ہوا جو آج تک جاری ہے ـــــ اور اس پر وہی بات صادق آئی جو پہلے کی جا چکی ہے۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ان حجت بازوں میں آج کل سب سے زیادہ کارل مارکس کو اہمیت دی جا رہی ہے کارل مارکس نے ہیگل کی جدلیاتی مادیت سے قیاس کر کے انسانی معاشرہ کو متحارب طبقوں کا مجموعہ قرار دیا ـــــ لیکن جیسا کہ جرمن ماہر معاشیات میولر نے لکھا ہے:

"انسانی معاشرہ باہم متحارب فرقوں کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ ایک ترکیبی کُل" ہے جس میں ہر فرد دوسرے فرد کے تعاون کا محتاج ہے۔"

مارکس نے انسانی تعاون کے اس جذبے کو فنا کر دیا۔ پھر کارل مارکس نے محض مادی اشیاء کو دولت قرار دیا ـــــ چونکہ اس کی روحانی آنکھ نابینا تھی۔ اس لیے اس نے مادی اشیاء کی پیدا وار ہی کو محنت قرار دیا اور محنت کی تعریف سے تمام ذہنی، داخلی اور علمی اعمال کو خارج کر دیا۔

ایڈم میولر کے نزدیک:

"محض اشیاء ہی دولت نہیں ہوتی بلکہ تمام دماغی اعمال و افعال کسی فنکار کے الفاظ، کسی ماہر کی صلاحیتِ کار، ایک مصلح کی مصلحانہ کوششیں جن سے قوم کے دلوں میں شرافت کے جوہر اور اس کی فکری صلاحیتوں میں اضافہ ہو، یہ سب دولت میں شامل ہیں۔"

اس طرح سوچیے تو یہ خود بخود واضح ہو جائے گا کہ کارل مارکس کی نظر میں جو ہر دماغی یا دوسری صلاحیتیں بیکار تھیں وہ انسان کو "بار بردار" قرار دے

کر آگے بڑھتا ہے اور یہ تلقین کرتا ہے کہ اس "بار بردار" ہی کو زندہ رہنے کا حق ہے ــــ حالانکہ انسانوں میں ہاتھ سے محنت کرنے والے بھی ہیں اور دماغ سے کام کرنے والے بھی۔ اس نظریے کے تحت کارل مارکس کی نظر میں روحانیں اولیا اور اہل کرامت کتاب خواں اور علماء سب بیکار ہیں۔

ایڈم میولر کی یہ رائے بھی قابل توجہ ہے کہ صرف زمین، محنت اور سرمایہ ہی عاملین پیدائش نہیں بلکہ روحانی سرمایہ بھی ان میں شامل ہے۔ لیکن مارکس کی نظر میں روحانی سرمایہ لایعنی ترکیب ہے۔ معاشی مفکروں کا ایک بڑا گروہ معاشی اختلال کی ذمے داری مشین اور سائنسی آلات پر ڈالتا ہے ــــ برطانوی مفکر ولیم مورس نے (جو عقیدتاً اشتراکی ہی تھا) مشین کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ:

"محنت کش طبقوں کا اطمینان، دستکاریوں کے دوبارہ احیا کے بغیر ممکن نہیں مشینی مزدور کی حیثیت انسانی سطح سے گر کر، ایک بے شعور پرزے کی ہوگئی ہے ــــ وہ اس تخلیقی خوشی سے محروم ہوگیا ہے جو اسے اپنی تخلیق کی ہوئی چیز سے ہوا کرتی تھی۔"

مارکس نے مزدور طبقے پر سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ اس نے مزدوروں کو "مشین" کا پرزہ تسلیم کر کے انہیں معاشرے سے لڑایا ــــ اور اخلاق و شرافت کو بیہودہ الفاظ کہہ کر ان میں انسان دشمنی کا جذبہ پیدا کیا۔

کارل مارکس نے پیدائش دولت کی ثقافتی بنیادوں سے انکار کر کے، علوم و فنون کو زندگی میں ثانوی حیثیت دی۔ اس کے برعکس فریڈرک لسٹ (List) نے پیدائش دولت کو ایک ثقافتی حالت بیان کیا جس میں قدرتی ذرائع پیداوار کے علاوہ علوم و فنون، اعلیٰ اور عمدہ قوانین ماہرین کی ذہانت۔ امن و امان، اعلیٰ اخلاق اور انسانی شرافتیں بھی پیداواری قوتوں میں شامل ہیں۔ یہی ایڈم سمتھ نے کیا کہ اس نے ماہر کی استعداد کو بھی پیداواری قوت میں شامل کیا ہے ــــ لیکن مارکس چونکہ ہاتھ سے کام کرنے والوں کو دماغی جوہر والوں سے لڑانا چاہتا تھا تاکہ انسانوں کی جنگ ابد تک جاری رہے

اس لیے اس نے محنت کش کی مخصوص اصطلاح وضع کی۔
ایڈم سمتھ اگرچہ خود بھی نیم اشتراکی تھا لیکن اس نے جہاں دولت کی مساوی تقسیم کی حمایت کی وہاں اس نے آزاد مقابلے کے اصول کی بھی تائید کی۔
آزاد مقابلہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے　　　اور یہی اسلام کا فیصلہ ہے ——
ایڈم سمتھ نے لکھا کہ :
"جہاں آزاد مقابلہ نہیں وہاں اجارہ داری کا پیدا ہونا لازمی ہے۔"
چنانچہ اس وقت روس اور چین اور اشتراکی ممالک میں یہ اجارہ داری موجود ہے چنانچہ آزاد مقابلے کی جگہ چند حاکم ملک کی ساری دولت پر قابض ہیں اور ان کی ناانصافیوں کے خلاف کوئی چوں تک بھی نہیں کر سکتا۔
کارل مارکس کے خیالات کی سب سے زیادہ مخالفت ایک ماہر معاشیات بوہم باورک (Bauerk) نے کی ہے اور اس کے ہر اصول کو ریاضی اور منطق کی قوت سے رد کیا ہے۔
دورِ حاضر کا سب سے بڑا معاشی مفکر ایلفرڈ مارشل بھی مارکس کی مادہ پرستانہ اور تفرقہ انگیز حکمت کا اپنی کتابوں میں مسلسل تجزیہ کرتا ہے اور یہ سوال اٹھاتا ہے کہ :
"دنیا میں صنعت اور مشین کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے دولت بے کراں حد تک بڑھ رہی ہے لیکن عزبت، افلاس اور بے روزگاری پھر بھی بڑھ رہی ہے —— آخر کیوں ؟"
"اس کے علاوہ گزشتہ دو صدیوں سے مزدوروں کی انجمنوں کے قیام کے بعد۔ مزدوروں کی اجرتوں میں روز افزوں اضافہ ہے مگر مزدور کی حالت پھر بھی ویسی ہی ویسی ہے —— آخر کیوں ؟"
پہلے سوال کا جواب مارشل یہ دیتا ہے کہ اب دنیا میں دولت ضرورت کے لیے نہیں محض دولت کی خاطر پیدا کی جاتی ہے اور مشین اس میں معاونت کرتی ہے۔ اس کے

ہمراہ اعلیٰ معیارِ زندگی کا احساس ہر کہ ومہ میں پیدا ہو چلا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں ایک دوڑ جاری ہے۔ اب ظاہر ہے کہ کم آمدنی والے زیادہ آمدنی والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔ اس لیے غربت کا احساس پیدا ہوتا ہے یا کر دیا جاتا ہے لہٰذا اس کی رائے یہ ہے کہ "دنیا میں بنیادی ضرورتوں کی حد تک افلاس اب کم ہے مگر معیارِ زندگی کے لحاظ سے افلاس کا احساس زیادہ ہے جسے کارل مارکس دور کرنے کے عذر سے جنگ برپا کر دینا چاہتا ہے مگر یہ احساس تو کسی اندرونی سمجھوتے اور اعتراف ہی سے دور ہو سکتا ہے" مارشل نے جو فرمایا یہ وہی شے ہے جسے اسلامی معاشرے میں قناعت اور شکر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا۔

اس کے نزدیک دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جہاں زیادہ سرمائے والے کثرتِ سرمایہ کے باوجود تنگ دلی اور بخل پر عامل ہیں وہاں کم آمدنی والے مادی نقطۂ نظر کی وجہ سے اسباب کا تجزیہ کیے بغیر، حرص وحسد کا شکار ہو رہے ہیں لہٰذا اس کا خارجی علاج ممکن نہیں اس کے لیے بھی کسی داخلی علاج کی ضرورت ہے۔ پھر اس قانون فطرت سے بھی اغماض کیا جا رہا ہے کہ سب لوگ استعداد و کار میں برابر نہیں ہوتے لہٰذا معاوضہ بھی یکساں نہیں ہو سکتا ——— لیکن مارکس کے بھڑکائے ہوئے افراد اس اصول فطرت کو تسلیم نہیں کرنا چاہتے

مارشل نجی ملکیت کے اصول کو انسانی معاشرے کے لیے مفید سمجھتا ہے درآں حالیکہ مارکس کے نزدیک نجی ملکیت ہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ البتہ اس کے خیال میں دولت کو نمائش اور اظہارِ ثروت کے لیے نہیں بلکہ فلاح عامہ کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔

کم وبیش یہ خیالات اسلامی فکریات کا عطیہ ہیں اور مارشل وغیرہ سے گیارہ سو برس پہلے اسلام نے دنیا کو دیے تھے۔

مارکس کسی باقاعدہ منظم حکومت کا مخالف تھا اور انارکی کا داعی تھا لیکن مارشل حکومت کو معاشِ انسانی کی تنظیم کے لیے مفید عنصر خیال کرتا ہے۔

اس سلسلے میں کینیز کے خیالات بھی قابل توجہ ہیں جس نے سود کے نظام پر بڑی تنقید کی ہے لیکن مارکس کے نزدیک ہر شے کا محض ایک ہی علاج ہے یعنی:

"طبقوں کو باہم لڑاؤ - خود بخود ہر شے کا صفایا ہو جائے گا"

یہ مسلّم ہے کہ کارل مارکس کی اکثر پیش گوئیاں اب غلط ثابت ہو چکی ہیں ـــــــ مثلاً اس کا خیال تھا کہ :

" اشتراکی انقلاب صنعتی طور پر ترقی یافتہ ملکوں میں آئے گا"

مگر یہ نہ ہوا - انقلاب آیا تو زراعتی ملک روس میں -

پھر اس کی تاریخ کی مادی و معاشی تعبیر بھی غلط نکلی ـــــــ اس کے علاوہ ، انارکی کا خواب بھی خوابِ پریشاں ثابت ہوا ـــــــ اور سب پر مستزاد یہ کہ اخلاق کے خلاف منظم یلغار کے باوجود ضمیر دار دنیا اخلاق اور روحانیت کو اب جملہ بیماریوں کا علاج سمجھنے لگی ہے -

---

مگر غور طلب امر یہ ہے کہ دنیا میں جو مذموم فلاسفی ٹھکرائی جا رہی ہے وہ اب پاکستان میں پھیلائی جا رہی ہے ـــــــ

شاید اہلِ ایمان کا امتحان مقصود ہے ؟

المسوّٰی
تالیف شاہ ولی اللہ الدہلوی

من احادیث المؤطّا

(عربی)

دو ۲ ضخیم جلدوں میں جلد اول : ۳۸۴ صفحات

جلد دوم : ۵۵۶

اعلیٰ کاغذ مصری ٹائپ بڑا سائز خوبصورت اور مضبوط جلدوں میں

ـــــــ قیمت صرف ۲۰/- روپے ـــــــ

ادارہ ترجمان السنہ ، ۷ - ایبک روڈ - انارکلی - لاہور